عبدالرشید عراقی سوہدروی

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی کا شمار ممتاز علمائے اہلحدیث میں ہوتا ہے۔ آپ ایک بلند پایہ خطیب، دانشور، محقق، وسیع النظر عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ ایک فرد نہیں تھے بلکہ اپنی ذات میں ایک تحریک اور ایک انجمن تھے۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم جماعت اہلحدیث کے اساطین میں سے تھے۔

مولانا اسماعیل مرحوم ایک متبحر عالم اور جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ والنساب و رجال اور عربی ادب میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ حدیث اور متعلقات حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی۔ حدیث سے آپ کا والہانہ شغف تھا۔ اور حدیث کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے۔ ٹھوس اور تحقیقی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تاریخ پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے، اور ملکی سیاست سے نہ صرف یہ کہ باخبر تھے بلکہ اس پر اپنی ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔ سیاسی اور غیر سیاسی تحریکات کے پس منظر سے واقف تھے۔ ادب عربی کا بہت اعلیٰ اور ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ لغت و قواعد پر ان کی گہری نظر تھی۔ اور اس کی باریکیوں کے مبصر تھے۔ الفاظ کی تحقیق میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عربی اور اردو کے بلند پایہ اور فطری انشاء پرداز تھے۔ قلم برداشتہ تحریر کا ان کو عجیب ملکہ حاصل تھا۔ تحریر میں برجستگی سلاست اور روانی ہوتی تھی۔ نپے تلے الفاظ، چست ترکیب، اچھوتے استعارات، نادر

تشبیہیں مولانا سلفی مرحوم کی تحریر کی خاص خصوصیت تھی۔ تحریر حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی۔ موقع موقع سے محاورات و امثال بھی استعمال کرتے، مگر اس میں کوئی تکلف نہ ہوتا، پڑھنے والا محسوس کرتا کہ جیسے جگہ جگہ موتی جڑ دیئے گئے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل و دماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہین و ذکاوت کے ساتھ قوتِ حافظہ بھی بہت قوی تھا۔

مولانا مرحوم مصلحینِ امت میں امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیمؒ، سید احمد شہیدؒ مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ اور امام محمد بن عبدالوہابؒ نجدی سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ان ائمہ کرام کی تصانیف کا آپ نے بالاستیعاب مطالعہ کیا تھا۔ اس لیے آپ اپنے تلامذہ کو ان کے حالات اور ان کی تصانیف پڑھنے کی ترغیب دیتے۔

حدیث سے آپ کو عشق اور محبت تھی اور حدیث کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ :۔

"حدیث شریف کی کتابیں (صحاح ستہ) تعلیماتِ اسلامیہ کا سرچشمہ ہونے کے ساتھ عربی زبان و ادب کا بڑا سرمایہ ہیں۔ جن کی زبان بہت سادہ اور سلیس ہے اور تصنع و تکلف سے پاک ہے۔ افسوس ہے کہ لوگوں نے کتب حدیث کی طرف اس نقطہ نگاہ سے توجہ نہیں کی۔"

مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی گفتگو جہاں ان کے تبحر علمی، وسعتِ معلومات، اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی، وہاں ان کی بات بات سے ان کے سیرت و کردار کی تصویر نمودار ہوتی معلوم ہوتی تھی ان کا رہن سہن گرد و پیش اور ہر گفتگو، ہر چیز ان کی سیرت

کے مختلف پہلوؤں پر ایک خاموش تبصرہ ہوتا تھا، اور چند ہی صحبتوں کے بعد آدمی کے ذہن میں از خود ان کی سیرت کے متعلق ایک رائے قائم ہو جاتی تھی۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے، ان کی زندگی راست رو، یک سُو اور تضاد سے یکسر خالی تھی۔

مولانا مرحوم کی شخصیّت پر سیر حاصل بحث تو کوئی فاضل مقالہ نگار ہی کر سکتا ہے مَیں تو صرف اِتنا جانتا ہوں کہ وہ مسلمانانِ پاک و ہند کے اس طبقہ کے ایک درخشندہ فرد تھے، جو بیک وقت قدیم و جدید علوم سے بخوبی واقف تھے، اور ان کی ہمہ گیر شخصیت ہر صحیح الفکر اور صحیح العمل انسان کے لیے مشعلِ راہ کا کام دیتی بھی نظر آتی ہے۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی مرحوم برِ صغیر پاک و ہند میں مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم، مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم اور مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم سے بہت متاثر تھے۔ مولانا ثناء اللہ مرحوم سے تو بے حد محبت تھی۔ اور ان حضرات کی علمی عظمتوں کے اعتراف میں انہوں نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا تھا۔ الغرض مولانا مرحوم اپنے مسلک میں نہایت پختہ، تنقید میں بے لاگ، مگر مروّت و اخلاق کے مجسمہ تھے۔ اور یہ سعادت ہمارے ہاں بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم ایک کریم النفس اور شریف الطبع انسان تھے۔ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ دوستوں کے دُکھ درد میں شریک ہوتے، ان کی راحت اور تکلیف کا خیال رکھتے۔ وہ بہت زیادہ خود دار بھی تھے۔ عفاف و استغناء کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ طبیعت میں قناعت تھی۔ جاہ و ریاست کے طالب نہ تھے کریمانہ اخلاق اور ستودہ صفات کے حامل تھے۔ آپ کی وسعتِ اخلاق کی وجہ سے ان کا حلقہ دوست و احباب بہت وسیع تھا۔ آج ان کو انتقال کیے ہوئے ۲۲ سال ہو چکے ہیں۔

تاہم ان کے غم میں سینکڑوں دِل زخمی، اور بہت سی آنکھیں پُرنم ہیں ؎

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہُوئی
اِک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خاموش ہے

ولادت شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۵ء تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ ڈھونیکی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا ابراہیم، (م ۱۹۴۲ء) ایک جید عالم، حاذق طبیب اور صاحبِ فن خوشنویس تھے۔ مولانا محمد ابراہیم مرحوم کو یہ شرف حاصل تھا کہ مدتوں آپ نے مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی[۱] (م ۱۳۳۸ھ) کا رسالہ اشاعۃ السنۃ کتابت کیا۔ اور اس کے امام العصر مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری[۲] (م ۱۳۵۳ھ)

۱۔ مولانا محمد حسین بٹالوی ۱۷ محرم ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۸۴۱ء بٹالہ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا مفتی صدرالدین آزردہ دہلوی (م ۱۲۸۵ھ) اور شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے نام ملتے ہیں۔ تکمیل تعلیم کے بعد کچھ عرصہ وطن میں قیام کیا، اور درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر لاہور مسجد چینیانوالی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اور کئی سال تک لاہور میں مقیم رہے۔ ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۷ء میں ماہنامہ "اشاعۃ السنۃ" جاری کیا۔ جس کا مقصد اسلام اور اہلحدیث مسلک کی اشاعت تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کے الزامات کا جواب اور مرزائے قادیان کی کفرۃ کا استیصال تھا۔ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحبِ تصانیف کثیرہ تھے۔ حدیث میں "منہج الباری فی ترجیح صحیح البخاری" (عربی) آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء، مطابق ۱۳۳۸ھ آپ نے بٹالہ میں انتقال کیا۔ (نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۴۲۹)

۲۔ مولانا عبدالرحمن بن مولانا عبدالرحیم ۱۲۸۳ھ میں مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے والد مولانا عبدالرحیم مبارکپوری (م ۱۳۳۰ھ) سے پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا محمد سلیم فراہی (م ۱۳۲۴ھ) مولانا فیض اللہ مئوی (م ۱۳۱۵ھ) مولانا سلامت اللہ جے راجپوری (م ۱۳۳۲ھ) مولانا محمد فاروق چڑیاکوٹی (م ۱۳۲۷ھ) اور مولانا حافظ عبداللہ محدث غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ) سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ حدیث کی تعلیم شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی (باقی ۲۲)

کی مشہور تصنیف تحفۃ الاحوذی فی شرح الجامع الترمذی بھی کتابت کی۔ مولانا محمد ابراہیم نے ١٩٤٢ء میں گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔

تحصیل تعلیم

مولانا محمد اسماعیل نے تعلیم کا آغاز اپنے والد مولانا محمد ابراہیم سے کیا۔ اُن سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ وزیر آباد تشریف لائے۔ اور مدرسہ نصرۃ الاسلام میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے مبادی صَرف و نَحو کی تعلیم مولانا عمر الدین (م ٥ ذی الحجہ ١٣٥٨ھ) اور مولانا تاج الدّین (م ١٣٤٠ھ) سے حاصل کی۔ مدرسہ نصرت العلوم میں صَرف و نَحو کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا اسماعیل مرحوم اُستاذِ پنجاب شیخ الحدیث مولانا حافظ عبد المنان محدّث وزیر آبادی (م ١٣٣٤ھ)[٣] کے مدرسہ دار الحدیث میں داخل ہوئے۔ اُستاذ مرحوم سے مولانا مرحوم نے شرحِ جامی

(باقی حاشیہ) ان کے بعد حدیث کی سندِ اجازت علامہ شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی (م ١٣٢٧ھ) اور حضرت مولانا محمد بشیر (؟) چلی شیری (م ١٣٢٤ھ) سے بھی حاصل کی۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد مدتوں برِصغیر کے مختلف دینی مدارس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ بعد ازاں تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ "جامع الترمذی" کی شرح "تحفۃ الاحوذی" ہے۔ جو چار جلدوں میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک علمی و تحقیقی مقدمہ بھی لکھا۔ اس کے علاوہ اردو میں فاتحہ خلف الامام کے موضوع پر "تحقیق الکلام" دو جلدوں میں لکھی ہے۔ مولانا عبد الرحمان نے ٢٢ جنوری ١٩٣٥ء مطابق ١٦ شوال ١٣٥٣ھ مبارک پور میں وفات پائی۔ (نزہۃ الخواطر ص ٢٤٣ ج ٨)

٣ ؎:- مولانا حافظ عبد المنان ١٢٦٧ھ میں کُرڈی ضلع جہلم میں پیدا ہوئے۔ ٨ سال کی عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اسی عالم میں تحصیلِ علم کے لیے گجرات کاٹھیاواڑ، بمبئی، سورت، بھوپال اور دہلی کے سفر کیے۔ آپ نے مولانا شیخ عبد الجبار ناگ پوری، مولانا محمد مظہر نانوتوی سے جملہ علوم اسلامیہ میں استفادہ کیا۔ حدیث کی تعلیم شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدّث دہلوی (م ١٣٢٠ھ) اور مولانا شیخ عبد الحق بن فضل اللہ نیوتنی ثم البنارسی (م ١٢٨٦ھ) سے حاصل کی۔ ٢١ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے۔ اور اس کے بعد امرتسر تشریف لائے۔ اور حضرت شیخ عبد اللہ الغزنوی (م ١٢٩٨ھ) کی خدمت میں پورے دو سال رہے۔ اور آپ سے کافی فیض پایا۔ ١٢٩٢ء میں وزیر آباد تشریف لائے۔ اور دار الحدیث کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ اور اپنی وفات ١٣٣٤ھ تک درسِ حدیث (باقی آگے)

الفیہ، ابنِ عقیل، شواہد ابنِ عقیل اور خضری کے بعض مقامات پڑھے۔ اور اس کے ساتھ حدیث کے اسباق بھی ہوتے رہے۔ سننِ نسائی کا ایک ربع اُستاذِ پنجاب کے صاحبزادے مولوی عبدالستّار مرحوم سے پڑھا۔ اور باقی سارا صحاحِ ستّہ حضرت شیخ الحدیث مرحوم ومغفور سے پڑھا۔

استاذ پنجاب حضرتِ مولانا حافظ عبدالمنان محدّث وزیر آبادی سے حدیث اور دوسرے علوم میں تکمیل کے بعد مولانا محمد اسماعیل دہلی تشریف لے گئے۔ اور دیوبندی مسلک کے مشہور مدرسہ امینیہ میں داخل ہوئے۔ اور فقہ کی تعلیم مدرسہ کے مدرّس مولانا محمد قاسم مرحوم سے حاصل کی۔ اسی دوران آپ تفسیر ابنِ کثیر اور تفسیر فتح البیان کے بعض اجزاء مولانا عبدالجبار عمرپوری[۴] (م ۱۳۳۴ھ)

باقی حاشیہ :- دیتے رہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۸۰ مرتبہ صحاح ستّہ پڑھایا۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) صاحب عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد لکھتے ہیں۔

"میں نے میاں نذیر حسین محدّث دہلوی کے شاگردوں میں کسی کے شاگرد ان سے زیادہ نہیں دیکھے آپ نے پنجاب کو شاگردوں سے بھر دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس زمانے میں صحاح ستّہ کے حافظ ہیں۔ سید نذیر حسین محدّث دہلوی نے آپ کو پنجاب میں اپنا نائب بناتے ہوئے ۱۳۲۰ھ میں ان کے سر پہ اپنا عمامہ لپیٹا۔" (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۱)

آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) مولانا عبدالحمید سوہدروی (م ۱۳۱۲ھ) مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۸ھ) اور مولانا فقیر اللہ مدراسی (م ۱۳۴۱ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مولانا حافظ عبدالمنان نے ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۶ جولائی ۱۹۱۶ء کو انتقال کیا۔

(نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۳۱۲، ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۸۷)

۴ :- مولانا عبدالجبار جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ میں عمرپور ضلع مظفر نگر پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری (م ۱۸۸۶ء) مولانا احمد علی سہارنپوری (م ۱۸۷۹ء) اور شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدّث دہلوی

سے پڑھے ۔ مدرسہ امینیہ سے غیر مقلد ہونے کی وجہ سے آپ کا نام خارج کر دیا گیا۔ تو آپ مدرسہ دارالکتاب والسنۃ صدر بازار دہلی جس کی بنیاد مولانا عبدالوہاب[5] دہلوی (م ۱۳۸۱ھ) نے رکھی تھی میں داخل ہوئے ۔ اور مدرسہ کے مدرس مولانا عبدالرحمان[6] ولایتی (م ۱۳۳۸ھ) معقولات کی کتابیں ،

(باقی حاشیہ) (م ۱۳۲۰ھ) کے نام ملتے ہیں۔ آخر عمر میں مکفوف البصر ہوگئے تھے۔ آپ کا وعظ بہت عالمانہ اور مؤثر ہوتا تھا آپ کی تصانیف میں " الارشاد الانام فی فرضیۃ الفاتحہ خلف الامام "۔ " تبصرۃ الانام فی فرضیۃ الجھر والفاتحہ خلف الامام "۔ اور " صمصام التوحید فی رد التقلید " خاص طور پر مشہور ہیں ۔ آپ ماہنامہ " ضیاء السنۃ کلکتہ " کے ایڈیٹر بھی رہے ۔ مولانا عبدالجبار عمرپوری نے ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۱۸ ، تراجم علمائے حدیث ج ۱ ص ۱۶۵)

۵ :۔ مولانا عبدالوہاب کا مولد و مسکن واسو آستانہ ضلع جھنگ تھا۔ آپ کے والد صاحب نے جھنگ سے سکونت ترک کر کے ملتان چلے گئے۔ مولانا عبدالوہاب مرحوم نے تعلیم کی ابتداء مولانا حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) سے کی۔ بعد ازاں حضرت شیخ عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) سے بھی استفادہ کیا۔ بعد ازاں دہلی جا کر حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث پڑھی۔ تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ دارالکتاب والسنۃ کی بنیاد رکھی ، اور آپ نے ۲۶ سال تک تدریسی خدمات سرانجام دین۔ آپ کے تلامذہ میں علامہ عبدالعزیز میمن ، مولانا محمد سورتی ، مولانا محمد جوناگڑھی ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی مرحوم جیسے ممتاز علماء شامل ہیں۔ تصنیف میں آپ کی مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح پر عربی حاشیہ ہے۔ مولانا عبدالوہاب نے ۸ رجب ۱۳۵۱ھ کو دہلی میں وفات پائی۔ (شیخ عبداللہ غزنوی ص ۱۵۱)

۶ :۔ مولانا عبدالرحمان خان ولایتی ۱۲۶۹ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) سے حدیث پڑھی۔ بعد ازاں دہلی جا کر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے مکرر حدیث پڑھ کر سند اجازہ حاصل کیا۔ تکمیل تعلیم کے بعد مدتوں حضرت میاں صاحب مرحوم و مغفور کے مدرسہ میں حدیث پڑھاتے رہے۔ بعد میں مدرسہ دارالکتاب والسنۃ میں حدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ جملہ علوم اسلامیہ میں متبحر عالم تھے۔ بعض مسائل میں متفرد بھی تھے۔ مثلاً عید الاضحٰی پر ایک ہی روز کے لیے قربانی کے قائل تھے۔ آپ نے ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ / ۶ فروری ۱۹۲۰ء کو انتقال کیا (تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۱۶۷)

پڑھیں۔ دہلی میں تکمیل کے بعد مولانا محمد اسماعیل مرحوم واپس پنجاب تشریف لائے۔ اور دوبارہ استاذِ پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدّث وزیرآبادی (م ۱۳۳۴ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوبارہ تفسیر و حدیث میں سند حاصل کی۔

شیخ پنجاب سے استفادہ کے بعد مولانا محمد اسماعیل دوبارہ دہلی تشریف لے گئے۔ اُس زمانہ میں پہلی عالمی جنگ زوروں پر تھی۔ دہلی کے حالات خراب تھے۔ انہی دنوں مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) دہلی میں قیام فرما تھے۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم حضرت حافظ صاحب مرحوم و مغفور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے درسِ قرآن سے استفادہ

ے: مولانا حافظ عبداللہ ۱۲۶۱ھ میں غازی پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۲ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد ازاں آپ نے مولانا فاروق چڑیا کوٹی (م ۱۳۲۷ھ) سے تعلیم حاصل کی۔ ان کے بعد حدیث شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے پڑھی۔ علامہ شیخ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) سے بھی حدیث میں سند و اجازت حاصل کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد ۲۰ سال تک مولانا محمد ابراہیم آروی (م ۱۳۲۲ھ) کے مدرسہ احمدیہ آرہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۴ھ) لکھتے ہیں:۔

"مولانا حافظ عبداللہ محدّث غازی پوری نے درس و تدریس کے ذریعہ بہت خدمت کی۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع ان کے سوا کسی اور کو ان کے شاگردوں میں نہیں ملا۔ (تراجم علماء حدیث ہند ج ۱ ص ۳۷)

مولانا حافظ عبداللہ محدّث غازی پوری نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ تصانیف میں آپ کی ابرار اہلِ حدیث والقرآن اور مقدمہ صحیح مسلم کی عربی شرح بہت مشہور ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا محمد سعید محدّث بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۲۳ھ) مولانا عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۱ھ) مولانا ابوبکر شیث جونپوری (م ۱۳۵۹ھ)

کیا۔ دہلی میں حضرت محدث غازی پوری مرحوم و مغفور سے استفادہ کے بعد مولانا محمد اسماعیل مرحوم امرتسر تشریف لائے اور مدرسہ تقویۃ الاسلام جس کی بنیاد حضرت الامام مولانا سید عبدالجبار[۸] غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) نے رکھی تھی۔ وہاں داخلہ لیا، اور مولانا محمد حسین[۹] ہزاروی (م ۱۳۵۹ھ) مولانا عبدالرحیم غزنوی[۱۰] (م ۱۳۴۲ھ) اور مولانا عبدالغفور غزنوی[۱۱] (م ۱۳۵۲ھ) سے تفسیر، حدیث، فقہ، معانی میں تعلیم حاصل کی۔

(باقی حاشیہ) اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م ۱۳۸۳ھ) خاص طور پر مشہور ہیں۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری نے ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ/ ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء لکھنؤ میں انتقال کیا۔

(نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۸۷ - ۲۸۸، تراجم علمائے حدیث ہند ج ۱ ص ۳۵۵، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۹۸)

۸ :- مولانا سید عبدالجبار غزنوی ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتابیں اپنے بھائی مولانا محمد بن عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۶ھ) سے پڑھیں۔ بعد میں اپنے والد مولانا سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) سے بھی استفادہ کیا۔ حدیث کی تعلیم مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی۔ آپ کا شمار اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔ عبادت و ریاضت میں زیادہ وقت گزارتے تھے۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا، آپ زود فہم اور کثیر المطالعہ تھے۔ مولانا عبدالجبار غزنوی نے ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ کو امرتسر میں انتقال کیا۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۱۸)

۹ :- مولانا محمد حسین ہزاروی نے مدرسہ غزنویہ میں تعلیم حاصل کی، تکمیل تعلیم کے بعد مدرسہ غزنویہ میں ہی مدرس مقرر ہوئے۔ اور ساری عمر امرتسر میں درس و تدریس میں بسر کر دی۔ معانی و فقہ پر بہت عبور تھا۔ ۱۳۵۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۱۰ :- مولانا عبدالرحیم غزنوی مولانا سید عبداللہ غزنوی کے صاحبزادے تھے۔ مولانا سید عبدالجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) اور مولانا محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث پڑھی۔ تکمیل تعلیم کے بعد واپس امرتسر آ کر (باقی)

مدرسہ غزنویہ (تقویۃ الاسلام) میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے منطق کی تعلیم مسجد خیر الدین کے مدرسہ نعمانیہ میں مولانا مفتی محمد حسن امرتسری[12] (م ۱۹۶۱ء) سے حاصل کی۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اسی دوران طب کی تعلیم مولانا حکیم محمد عالم امرتسری[13] مرحوم سے حاصل کی۔

(باقی حاشیہ) درس و تدریس میں اپنی ساری عمر بسر کر دی۔ ۱۳۴۲ھ میں آپ نے امرتسر میں انتقال کیا۔

(ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۱۷۲)

۱۱ :- مولانا عبد الغفور غزنوی مولانا محمد بن عبد اللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) کے صاحبزادے اور مولانا سید عبد الاول غزنوی (م ۱۳۱۱ھ) کے چھوٹے بھائی تھے۔ اپنے والد اور مولانا سید عبد الجبار غزنوی (م ۱۳۳۱ھ) سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث کی تعلیم حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حاصل کی۔ تکمیل تعلیم کے بعد امرتسر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کے حواشی ہیں۔ جو غزنوی حمائل شریف کے نام سے شائع ہوئے۔ ۱۳۵۲ھ/ ۱۹۳۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

۱۲ :- مولانا مفتی محمد حسن ۱۸۷۸ء میں حسن ابدال کے قریب موضع مل پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا اللہ داد سے حاصل کی۔ حدیث کی تعلیم مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م ۱۹۳۲ء) سے حاصل کی تکمیل تعلیم کے بعد امرتسر میں سکونت اختیار کی۔ اور ۴۰ سال تک درس و تدریس کا سلسلہ شروع رکھا۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور تشریف لائے۔ اور ۸ ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ/ ۲۴ ستمبر ۱۹۴۷ء کو جامعہ اشرفیہ کی بنیاد رکھی۔ مولانا مفتی محمد حسن بہت متبحر عالم اور متقی تھے۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی مرحوم و مغفور سے آپ کے بہت تعلقات تھے۔ مولانا مفتی محمد حسن نے یکم جون ۱۹۶۱ء کو کراچی میں انتقال کیا۔ (مشاہیر علماء دیوبند ج ۱ ص ۴۸۸)

۱۳ :- مولانا حکیم محمد عالم امرتسری مشہور طبیب تھے۔ اسلامیہ ہائی سکول امرتسر میں عربی کے مدرس تھے۔ بریلوی مسلک کے تھے مگر تھے بڑے وسیع النظر۔ طب میں ان کا ذوق بہت عمدہ تھا۔

امرتسر میں تکمیل تعلیم کے بعد مولانا محمد اسماعیل مرحوم واپس وطن تشریف لائے۔ اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ)[14] کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے تفسیر کی تعلیم مولانا سیالکوٹی سے حاصل کی۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ:

"مولانا سیالکوٹی مرحوم کا درس قرآن مناظرانہ انداز سے بہت مفید ہوتا تھا۔ میں نے بیضاوی مولانا سیالکوٹی مرحوم سے شروع کی، مگر مقامی مشاغل کی وجہ سے چند اسباق ہی پڑھ سکا۔ اس کے بعد چھٹی ہوگئی۔"[15]

گوجرانوالہ میں قیام

۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۱ء میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) کی تحریک پر گوجرانوالہ تشریف لائے۔ اور حاجی پورہ کی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ اسی سال مولانا علاؤالدین (م ۱۳۳۹ھ) خطیب مسجد اہلحدیث

---

[14] ۔ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی مشہور اہل حدیث عالم، مناظر اور مفسر قرآن تھے ۱۸۷۴ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) سے حدیث کی سند حاصل کی۔ مولانا محمد ابراہیم مشہور مناظر تھے۔ اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں شہادۃ القرآن دو جلد، تاریخ اہل حدیث، سیرت المصطفیٰ، تفسیر سورۃ الفاتحہ بنام تفسیر واضح البیان، تفسیر سورۃ کہف، سراجاً منیراً، عصمت انبیاء، تعلیم القرآن اور تائید القرآن ہیں۔ آپ نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء سیالکوٹ میں انتقال کیا۔

(الاعتصام جلد ۲۵، ش ۳۹، ص ۵)

[15] ۔ الاعتصام ج ۲۲، شمارہ ۳۰، ص ۲۰

چوک نیائیں نے انتقال کیا تو مولانا محمدّ اسماعیل مرحوم کا تقرر بحیثیت خطیب مسجد نیائیں ہوا۔ جہاں آپ اپنی وفات ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء تک خطیب رہے۔

مدرسہ محمدّیہ کا قیام

۱۹۲۱ء میں مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے جامعہ محمدّیہ قائم کیا۔ اور مولانا مرحوم کی یہ یادگار اب تک قائم ہے۔ اس مدرسہ نے بڑے بڑے نامور عالم پیدا کیے۔ مولانا محمد حنیف ندوی (م ۱۹۸۶ء)، مولانا ابو یحیٰی امام خاں نوشہروی (م ۱۹۶۲ء) مولوی حکیم عبداللہ خان نصر سوہدروی (م ۱۹۷۵ء) اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں۔

مولانا محمدّ اسماعیل کا علمی تبحر

مولانا محمدّ اسماعیل مرحوم بلند پایہ عالم، محقق اور جملہ علوم اسلامیہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ ملکی سیاسیات سے بھی کما حقہٗ واقف تھے ۱۹۵۲ء میں حکومتِ پاکستان نے اسلامی آئین کی تشکیل کے لیے ۳۱ علماء کی ایک کمیٹی علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) کی سربراہی میں قائم کی۔ مولانا محمدّ اسماعیل مرحوم اس کے رکن تھے۔[16]

جماعت اہلِ حدیث کی تنظیم

مولانا محمدّ اسماعیل مرحوم نے جماعت اہل حدیث کی تنظیم اور اس کی ترقی و ترویج کے لیے عظیم خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان سے قبل آپ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے مجلس قائمہ کے ممبر اور مولانا ثناءاللہ امرتسری مرحوم و مغفور کے دست راست تھے۔ قیام پاکستان کے بعد سارے ملک کا شیرازہ بکھر گیا جماعت اہلِ حدیث بھی تتر بتر ہو گئی۔ مولانا سیّد محمدّ داؤد غزنوی (م ۱۹۶۳ء) مولانا محمدّ حنیف ندوی (م ۱۹۸۶ء) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م ۱۹۵۹ء) اور مولانا محمدّ عطاءاللہ حنیف (م ۱۹۸۶ء) اور مولانا محمدّ اسماعیل مرحوم (م ۱۹۶۸ء) نے جماعت اہلِ حدیث کو منظّم کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ان حضرات نے شبانہ روز محنت کر کے جماعت اہل حدیث کو منظّم کیا۔ اور جمعیّۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کا قیام عمل میں لایا

۱۶ء جمعیّت حدیث ص ۱۴۴، (طبع پاکستان)

گیا۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی صدر مقرر ہوئے۔ اور مولانا محمد اسماعیل ناظمِ اعلیٰ۔ آپ کے دورِ نظامت میں جماعت اہلِ حدیث ایک فعال اور سرگرم جماعت بن گئی۔ ۱۹۵۵ء میں جامعہ سلفیہ قائم ہوا۔ یہ مدرسہ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اس مدرسہ کی ترقی و ترویج میں اہم خدمات سرانجام دیں۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی یہ یادگار اب بھی قائم ہے اور کتاب و سنت کی ترقی و ترویج اور شرک و بدعت کی تردید میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔

۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء کو مولانا سید محمد داؤد غزنوی انتقال کر گئے تو مولانا محمد اسماعیل مرحوم جمعیۃ اہلِ حدیث کے امیر اور مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے صاحبزادہ پروفیسر سید ابوبکر غزنوی (م ۲۵ اپریل ۱۹۷۶ء) ناظمِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔ پروفیسر صاحب مرحوم و مغفور زیادہ دیر تک ناظمِ اعلیٰ نہ رہ سکے اور مستعفی ہو گئے۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم کے دورِ امارت میں جماعت اہلحدیث نے روز افزوں ترقی کی۔ اور آپ کے انتقال کے بعد جماعت اہلِ حدیث افتراق و انتشار کا شکار ہو گئی۔ دو حصوں میں بٹ گئی، اور اب دوبارہ متحد ہو گئی ہے

وفات مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء کو گوجرانوالہ میں انتقال کیا۔ اور مولانا علاؤالدین مرحوم کے پہلو میں بڑے قبرستان میں دفن ہوئے۔[۱]

علمی خدمات مولانا محمد اسماعیل مرحوم جہاں ایک بلند پایہ خطیب، دانشور، محقق، متبحر عالم، اور سیاستدان تھے وہاں آپ ایک بہت بڑے مصنف بھی تھے۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی تمام تصانیف ان کے علمی تبحر اور تحقیق کا شاہکار ہیں۔ ذیل میں مولانا مرحوم کی تصانیف کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ الاعتصام ج ۲۲، ش ۳۰، ص ۲۱۔

۱۔ تحریکِ آزادیٔ فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی

اِس کتاب میں مولانا مرحوم نے عمل بالحدیث اور ردِّ تقلید کے سلسلہ میں دیوبندی اور بریلوی علماء کی طرف سے اہلِ حدیث پر کیے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اور حنفی واہلحدیث کے درمیان جن فقہی و امتیازی مسائل کا اختلاف ہے، اور اس کا جو حل حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے پیش کیا ہے۔ مولانا مرحوم نے اس کتاب میں بیان فرمایا ہے۔ کتاب کے مستقل عنوانات یہ ہیں۔

- تحریک اہلحدیث کا مدّوجذر اور حضرت شاہ ولی اللہ محدّث کی تجدیدی مساعی۔
- برِّ صغیر پاک وہند میں اہلِ توحید کی سرگرمیاں۔
- تحریک اہلحدیث کا تاریخی موقف اور خدمات۔
- ترکِ تقلید اور اہلحدیث۔
- مسئلہ تقلید پر تحقیقی نظر۔
- اہلحدیث کی اقتداء۔
- ایک مقدّس تحریک جو مظالم کا تختۂ مشق بنی۔

اس کتاب کو مولانا محمّد حنیف یزدانی مرحوم و مغفور نے دو بار اپنے ادارہ مکتبہ نذیریہ لاہور سے شائع کیا۔ [۱۸]

دوسرے ایڈیشن میں مولانا یزدانی مرحوم نے مولانا سلفی مرحوم کے دو رسائل "مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" اور "زیارۃ القبور" کا اضافہ کر دیا ہے۔

ش [۱۸]۔ اس کا عربی ترجمہ مولانا ڈاکٹر مقتدی احسن الازہری رکن جامعہ سلفیہ بنارس نے "حرکۃ الانطلاق الفکری وجہود الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی" کے نام سے کیا ہے۔ اور مکتبہ جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کیا ہے (محدّث بنارس نومبر ۱۹۸۹ء ص ۴۸)

۲۔ اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ۔

اس ۴۶ صفحات کے رسالہ میں مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ پیش کیا ہے۔ آپ نے اس رسالہ میں وضاحت کی ہے کہ دنیا میں کوئی اور نظام اسلامی نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کسی اور نظام میں ایسی صلاحیت ہے جو وہ اپنا نظام چلا سکے۔ مگر اسلامی نظام ایک ایسا نظام ہے جس میں ہر قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں، اور اس کے قیام سے لوگ پر امن زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ان کی معاشی، اقتصادی، سیاسی، تعلیمی حالتیں صحیح اور درست رہ سکتی ہیں۔ برخلاف اس کے دوسرے نظام ان امور میں فیل ہیں۔

مولانا مرحوم اسلام کے نظامِ حکومت کے تحت لکھتے ہیں:۔

اسلام کے نظامِ حکومت کے بنیادی نکات پانچ ہیں۔

۱۔ انصاف ۲۔ شوریٰ ۳۔ انتخاب ۴۔ اخلاق و اعمالِ صالحہ۔

۵۔ عوام کی خدمت۔

انصاف ہر معاملہ میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر کسی بحث و استدلال کی ضرورت نہیں۔ شوریٰ اور انتخاب آج کے اہم مسائل میں سے ہیں۔ [19]

یہ رسالہ ۱۹۵۴ء میں ادارہ اشاعۃ السنۃ لاہور نے شائع کیا۔ [20]

امام بخاری کا مسلک

مولانا محمد اسماعیل کا یہ مقالہ سب سے پہلے ہفت روزہ الہدیٰ دربھنگہ کے بخاری نمبر (مارچ ۱۹۵۶ء) میں شائع ہوا تھا (از ص ۷ تا ۲۰) بعد میں جمعیۃ الطلبہ اہلِ حدیث مغربی پاکستان نے کتابی صورت میں شائع کیا۔ صفحات کی

---

[19] :۔ اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ ص ۱۲۔

[20] :۔ اس کا عربی ترجمہ مولوی عبد الرحمان یوسف نے "خطر الادلۃ الاسلامیۃ" کے نام سے کیا ہے۔ اور ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ

تعداد ۴۴ ہے۔ اس رسالہ میں مولانا سلفی مرحوم نے حضرت امام بخاری (م ۲۵۶ھ) کے مسلک کی وضاحت، علماءِ دیوبند کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ حجیتِ حدیث، انکارِ حدیث پر بھی علمی بحث فرمائی ہے۔ فقہ الحدیث، اور فقہ الرائے اور اجتہاد کی شروط جیسے علمی و تحقیقی موضوع پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ مولانا سید انور شاہ کشمیری (م ۱۹۳۲ء) علماءِ دیوبند میں ممتاز عالم تھے۔ برسوں دیوبند کے صدر مدرس رہے۔ اور کئی سال تک حدیث کا درس دیا۔ مولانا محمد انور کشمیری کی صحیح بخاری پر تقاریر کو ان کے شاگرد مولانا بدر عالم میرٹھی نے مرتب کر کے "فیض الباری" کے نام سے ۴ جلدوں میں شائع کیا۔ مولانا سید محمد انور شاہ مرحوم نے اپنی اس تقاریر میں محدثین صحاح ستہ مثلاً امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی کو مختلف مسلک کا بتایا ہے۔ یعنی کبھی ان کو شافعی مسلک کا بتایا ہے اور کہیں حنبلی بتایا ہے۔ مولانا سلفی مرحوم نے اس کی نشاندہی کی ہے۔ اور آخر میں فرماتے ہیں:

"حضرت (شاہ صاحب) کے مقام کا بے حد احترام ہے۔ لیکن حنفیت کی محبت میں اپنے مقام سے کہیں نیچے اتر گئے ہیں۔ رحمۃ اللہ و تجاوز عن مسامحاتہ"[۲۱]

زیارۃ القبور

ماہنامہ فاران کراچی نے اپریل ۱۹۵۵ء میں توحید نمبر شائع کیا تھا۔ اس میں مولانا محمد اسماعیل مرحوم کا ایک مضمون "زیارۃ القبور" کے نام سے شائع ہوا تھا۔ ۱۹۶۰ء میں جمعیت اہلِ حدیث قصور کے زیرِ اہتمام یہ مضمون کتابی صورت میں شائع ہوا۔ اس رسالہ میں زیارتِ قبور کا مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے اور مروجہ شرک و بدعت کی تردید کی گئی ہے۔ مولانا مرحوم اس رسالہ کے اختتام پر لکھتے ہیں:

"قرآن مجید سے شرک و دعوت لغیر اللہ کے لئے استدلال عجیب ہے۔ لیکن جب

۲۱۔ امام بخاری کا مسلک ص ۲۵۔

قوموں کے ذہن بگڑتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ عجائبات کا ظہور ان سے ممکن ہوتا ہے۔ یہی حال ہمارے قبوری حضرات کا ہے، وہ قرآن عزیز سے شرک اور کفر کے لیے دلائل تلاش کرتے ہیں۔ کتاب و سنّت کا کام تو کفر و شرک اور بدعات کو مٹانا ہے۔ نہ کہ ان کو قائم کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی شرک کے خلاف اعلانِ جہاد تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اتباع کا یہ تقاضا ہے کہ ہم قبروں کے ساتھ وہی سلوک کریں جس کی اجازت دی گئی ہے۔ اور جن باتوں کی نہی فرمائی ہے۔ ان سے باز رہیں۔ جن کو ہم اولیاء سمجھتے ہیں وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے سبب اولیاء اللہ بنتے ہیں۔ پس کتاب و سنّت سے جس کام کی مخالفت ہوتی ہے، اس کا کیا جانا اولیاء اللہ کی محبت کے منافی ہے۔ جس دینی فعل و عمل پر کتاب و سنّت کی چھاپ نہ لگی ہو، وہ معتبر نہیں۔ اور اس قسم کے تمام افعال عشق و محبت کے تمام زبانی وعدوں کے باوجود آخرت کے خسران اور رسوائی کا باعث ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کتاب و سنّت پر عامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔"[۲۲]

جامعہ سلفیہ بنارس نے اس رسالہ کا عربی ترجمہ "زیارۃ القبور فی ضوء الکتاب و السنۃ" کے نام سے شائع کیا ہے۔ عربی ترجمہ ڈاکٹر مقتدیٰ حسن الازہری نے کیا ہے۔[۲۳]

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادلۂ شرعیہ کی روشنی میں

برِ صغیر پاک و ہند میں حنفیہ کے دیوبندی حلقے میں مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ نزاع و شقاق ہے۔ ایک فریق اس کا قائل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی بقیدِ حیات دنیویہ ہیں۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنا نصوصِ صریحہ قرآن و حدیث اور اہلِ سنّت کے مسلمات کے خلاف ہے۔ مولانا محمد اسمٰعیل مرحوم

۲۲۔ تحریک آزادی فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی ص ۴۸۴۔ ۲۳۔ ماہنامہ محدث بنارس نومبر ۱۹۸۹ء ص ۴۸۔

نے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں فصاحت فرمائی ہے مولانا مرحوم کا یہ مضمون سب سے پہلے مولانا محمد عطاء اللہ حنیف مرحوم کے ماہنامہ "رحیق" میں مارچ تا مئی سنہ ۱۹۵۸ء تین اقساط میں شائع ہوا۔ اس مضمون کا اہلِ علم وفضل نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ مگر ماہنامہ "تجلّی" دیوبند اس مقالہ سے بوکھلا گئے۔ انہوں نے اس مقالہ کا جواب ماہنامہ تجلّی دیوبند جولائی تا اگست سنہ ۱۹۵۸ء میں دیا۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے مدیر تجلّی کے مضمون کا جواب ہفت روزہ الاعتصام لاہور مجریہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۵۹ء میں "چند شبہات کا حل" کے عنوان سے دیا۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے قرآن وسنت سے یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔ اور انبیاء کی حیاتِ دنیوی کا عقیدہ رکھنا اہلِ بدعت کا مذہب ہے۔ [۲۴]

مسئلہ حیات النبی سنہ ۱۹۶۰ء میں جمعیۃ اہلِ حدیث قصور نے شائع کیا۔ صفحات کی تعداد ۱۰۴ ہے اس میں دونوں مقالے (رحیق اور الاعتصام) کے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ [۲۵]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

اس کتاب میں مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے "کتاب الطہارۃ" کے تحت طہارۃ کا بیان، غسل جنابت، قضائے حاجت کے آداب اور استنجا کا طریقہ، اور "کتاب الصلوٰۃ" کے تحت نماز کا بیان، نماز کی رکعات، رفع الیدین، آمین بالجہر فاتحہ خلف الامام، نماز تہجد، نماز تراویح، سفر کی نماز، نماز جمعۃ المبارک، نماز عید الفطر، نماز عید الاضحیٰ نماز استسقاء اور نمازِ جنازہ کے متعلق حدیث کی روشنی میں مسائل بیان کیے ہیں۔ ۱۴۰ صفحات کی یہ کتاب انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ نے سنہ ۱۹۷۲ء میں مولانا مرحوم کے انتقال کے چار سال بعد شائع کی۔

ترجمہ وشرح مشکوٰۃ المصابیح

مشکوٰۃ المصابیح حدیث کی مشہور ومعروف کتاب ہے۔ اور اس کو امام ولی الدین خطیب تبریزی (م بعد سنہ ۷۳۷ھ) نے مرتب

[۲۴] مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۳۵۔ [۲۵] اگلے صفحہ پر

اگلے صفحہ پر

فرمایا۔ مشکوٰۃ المصابیح دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ علماء کرام نے اس کے ساتھ پر اعتناء کیا ہے۔ اس کی عربی، فارسی، انگریزی اور اردو میں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ علماء اہل حدیث میں مولانا سید احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ) نے "تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث مشکوٰۃ" (عربی لکھی۔ مولانا ابوالحسن عبیداللہ مبارک رحمانی مبارکپوری دام مجدہٗ اس کی شرح "مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) لکھی ہے۔ مولانا عبدالوہاب دہلوی (م ۱۳۵۶ھ) اس کا عربی حاشیہ لکھا ہے۔ مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی (م ۱۳۸۸ھ) اور مولانا حافظ محمد گوندلوی (م ۱۴۰۵ھ) نے اس کی عربی شرحیں لکھیں جو مکمل بھی نہیں ہو سکی تھیں۔ اور طبع بھی نہیں ہوئیں۔ مولانا سید عبدالاول غزنوی (م ۱۳۱۳ھ) مشکوٰۃ المصابیح کا بین السطور ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ پہلے امرتسر شائع ہوا۔[۲۶] اب دوبارہ جامعہ اشرفیہ سانگلہ ہل نے شائع کیا ہے۔ مولانا حافظ ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ) نے بھی مشکوٰۃ المصابیح کا ترجمہ کیا۔ جو چھپ چکا ہے۔[۲۷] مولانا عبدالسلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ) نے ۱۰ جلدوں میں "انوار المصابیح" کے نام سے مشکوٰۃ المصابیح کا ترجمہ کیا ہے۔[۲۸]

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے ربع اول کا ترجمہ اردو و تشریح کی ہے۔ بقیہ ۳ جلدوں کا ترجمہ مولانا محمد سلیمانی کیلانی مرحوم نے کیا۔ چاروں جلدیں مطبوعہ ہیں۔

واقعہ افک غزوۂ بنی مصطلق مریسع کے مقام پر شعبان ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ اس سفر جہاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی شریک تھیں۔ واپسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہار کے گم ہونے کی وجہ سے پیچھے رہ گئیں۔ اور آپ حضرت صفوان بن معطل صحابی رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ

[۲۵]۔ اس کا عربی ترجمہ رسالہ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ضوء الادلۃ شرعیہ کے نام مولانا ڈاکٹر مقتدی احسن الازہری نے کیا ہے۔ اور جامعہ سلفیہ بنارس نے شائع کیا۔ (محدث بنارس، نومبر ۱۹۸۹ء ص ۴۸) (باقی آگے)

پہنچیں۔ اس غزوہ میں منافقین کی ایک بڑی تعداد نے بھی شرکت کی تھی اور رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی بھی شامل تھا۔ اس نے ایک سازش سے ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برئیت کی اور سورۂ نور کی ۹ آیات از ۱۱ تا ۲۰ نازل فرمائیں۔

منکرین حدیث نے حدیث افک کا انکار کیا ہے۔ اور ان کا خیال ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ یہ ایک عجمی سازش ہے۔ چنانچہ منکرینِ حدیث کے ایک عالم مولانا تمنا عمادی ایک مضمون طلوعِ اسلام لاہور اگست و ستمبر ۱۹۶۳ء میں لکھا۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اس کا جواب الاعتصام لاہور ۱۹۶۵ء میں دیا۔ مولانا مرحوم لکھتے ہیں:۔

"حدیثِ افک صحیح حدیث ہے۔ اور یہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، مسند ابوعوانہ اور مسند بزار میں منقول ہے۔" [29]

مولانا محمد اسماعیل نے اس میں حدیث اور تاریخ کی روشنی میں واقعہ افک کی صحیح پوزیشن واضح کی ہے۔ ۱۹۸۲ء میں ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ نے یہ رسالہ شائع کیا ہے۔ صفحات کی تعداد ۴۸ ہے۔

حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں

مولانا محمد اسماعیل مرحوم کا یہ رسالہ ۱۹۵۵ء میں جمعیۃ طلبہ اہلحدیث تقویۃ الاسلام لاہور نے شائع کیا۔ اس رسالہ کا موضوع رسالہ کے عنوان سے ظاہر ہے۔ اس رسالہ میں مولانا مرحوم نے حجیتِ حدیث، قرآن مجید سے ثابت کی ہے۔ اور منکرین حدیث کے شبہات کا دلائل سے جواب دیا ہے۔ حجیتِ حدیث کے سلسلہ میں آیتِ قرآنی

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (پ ۵ ع ۶)

ہم نے رسول بھیجا ہی اس لیے ہے کہ لوگ اس کی اطاعت کریں۔

---

[26] ۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ص ۴۶۔ [27] ۔ ایضاً ص ۴۵

[28] ۔ اسلامی خطبات ج ۱ ص ۲ [29] ۔ واقعہ افک ص ۷۔

کے تحت مولانا مرحوم لکھتے ہیں :-

"اس آیت میں رسالت کی علّت غائی اطاعت قرار دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص رسالت یا رسُول کو تو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کی اطاعت اور اس کے احکام کے سامنے انقیاد کو ضروری نہیں سمجھتا تو یقین کرنا چاہئیے کہ وہ نبوّت کی غایت اور اس کے مقصد سے ناواقف ہے۔ کسی چیز کی غایت اور مقصد سے انکار کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی افادی حیثیّت سے انکار کر دیا گیا ہے اور اسے بے سُود سمجھا گیا۔ معلوم نہیں کہ اس کے بعد کفرو جموُد کس کا نام رکھا جائے۔ اور پیغمبر کو یہ مقام اللہ کے اذن سے ملا ہے۔ اس مقام کا انکار خدا تعالیٰ کے ساتھ اعلانِ جنگ ہوگا۔"[۳]

منکرین حدیث یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ حدیث کی ضرورت نہیں۔ حدیث تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہے لیکن ان کو یہ معلوم نہیں کہ قرآن مجید نے اصُول بیان فرمائے ہیں۔ اس کی تشریح و تبیین حدیث نے فرمائی ہے۔

مولانا مرحوم لکھتے ہیں :-

"بعض آیات قرآن عزیز میں اس طرح مذکور ہوئی ہیں کہ قرآن کا مفہوم حدیث کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ یہ قرآن کی دعوت ہے جو ضرورتِ حدیث کو ثابت کر رہی ہے۔ اشارۃ النص کے طور پر قرآن مجید نے ضرورت حدیث کو ثابت فرمایا ہے منکرینِ حدیث سے مودّبانہ استدعا ہے کہ بحیثیت طالب علم قرآن میں اس طریق پر بھی غور کی تکلیف گوارا کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دِلوں کو کھول دے اور

---

[۳] :- حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں ص ۸ ۔

قوتِ فہم کو استفادہ کا موقع ملے۔"

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُورِ عِندَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِی کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ۔ (پ ۱۰ ع ۱۱)

تحقیق گنتی مہینوں کی اللہ کے نزدیک سال کے بارہ مہینے ہیں بیچ کتاب اللہ کے جس دن پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ان میں چار مہینے حرام ہیں۔

ان چار ماہ کا ذکر اجمالاً قرآن مجید میں آیا ہے۔ ان میں لڑائی جھگڑے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ ان میں ابتداً لڑائی حرام ہے۔ لیکن نہ قرآن میں بارہ مہینوں کے نام مذکور ہیں۔ اور نہ چار ماہ کا کوئی تفصیلی ذکر موجود ہے۔ یہ تذکرہ احادیث میں ملتا ہے یا عرب کی تاریخ میں معلوم نہیں ہمارے اہلِ قرآن کون سا مقدس ذخیرہ قبول فرمائیں گے۔[۳۱]

حجیتِ حدیث مولانا محمد اسماعیل مرحوم کی اس بلند پایہ کتاب میں آپ کے مندرجہ ذیل مقالے جمع کیے گئے ہیں۔

۱۔ حدیث کی تشریعی اہمیت۔

۲۔ جماعتِ اسلامی کا نظریۂ حدیث۔

۳۔ سنت، قرآن کے آئینہ میں۔

۴۔ حجیتِ حدیث، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں۔

یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں اسلامک پبلشنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی۔ صفحات کی تعداد ۲۰۲ ہے۔ ۱۹۸۵ء میں جامعہ سلفیہ بنارس (بھارت) نے بھی حجیت حدیث شائع کی ہے۔ اس کتاب میں مولانا سلفی مرحوم کا ایک نیا مقالہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس مقالہ

۳۱۔ حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں ص ۲۰۔

کا عنوان ہے،

۵۔ مسئلہ درایت و فقہ راوی کا تاریخی و تحقیقی جائزہ۔

حدیث کی تشریعی اہمیت

مولانا محمد اسماعیل مرحوم کا یہ رسالہ مشتمل بر ۱۱۰ صفحات ۱۹۶۳ء میں المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کیا۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے جامعہ سلفیہ کانفرنس فیصل آباد میں "حدیث کی تشریعی اہمیت" کے عنوان سے ایک مدلل تقریر فرمائی، جس کو اہلِ علم و فضل نے بہت پسند کیا۔ اور اس کے بعد اصرار رہا کہ یہ تقریر رسالہ کی صورت میں شائع ہوئی۔ مولانا مرحوم نے اس تقریر کو قلمبند کر کے ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں شائع کروا دیا۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم نے اس مقالہ کو اپنے اشاعتی ادارہ المکتبہ السلفیہ لاہور سے شائع کیا۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اس کتاب میں خبر، اثر، حدیث، سنّت اور سنّت کی حیثیت پر تحقیقی و علمی بحث فرمائی ہے۔ اور اس کے ساتھ منکرین حدیث نے حدیث کے متعلق جو شبہات پیدا کیے ہیں اور حدیث کو ظنی قرار دیا ہے، مولانا مرحوم نے اس کا دلائل سے جواب دیا ہے۔

اس کے ساتھ اس رسالہ میں مولانا مرحوم نے مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے ایک جج میاں محمد شفیع مرحوم کے ایک فیصلہ پر علمی انداز میں تنقید فرمائی ہے۔

میاں محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں:-

"میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ محدّثین کی جمع کردہ احادیث کو اسلامی قانون کے سرچشموں میں سے ایک سرچشمہ تسلیم کر لیا جائے جب تک اس کی دوبارہ جانچ پڑتال نہ کر لی جائے۔[۳۲]

۳۲:۔ ترجمان القرآن منصب رسالت نمبر ۲۷۶۱، حدیث کی تشریعی اہمیت ص ۸۲،

مولانا مرحوم لکھتے ہیں۔

جسٹس محمد شفیع صاحب بڑی اونچی اور مستند جگہ سے بولے تھے، خیال تھا کوئی تعمیری اور کام کی چیز فرمائیں گے۔ لیکن وہ غور فرمائیں کہ ان کے معلومات پرویز صاحب کی ترجمانی اور مولوی محمد علی لاہوری کی نقالی سے زیادہ نہیں۔[۳۳]

جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث

مولانا محمد اسماعیل مرحوم کا یہ رسالہ ۱۹۵۷ء میں جمعیۃ اہل حدیث گوجرانوالہ نے شائع کیا۔ صفحات کی تعداد ۱۱۲ ہے۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی (م ۱۹۷۹ء) کا حدیث سے متعلق جو نظریہ ہے، وہ اہل علم و فضل اور خاص کر علماء اہل حدیث کے لیے نیا نہیں ہے۔ مولانا مودودی مرحوم کی سوچ علیحدہ تھی۔ اس لیے ان کا نظریہ حدیث بھی سلف صالحین کے مسلک سے موافقت نہیں رکھتا۔

مولانا مودودی نے ایک مضمون "مسلکِ اعتدال" کے عنوان سے لکھا۔ جو ان کے رسالہ ترجمان القرآن میں شائع ہوا۔ بعد میں ان کی کتاب "تفہیمات" شائع ہوئی۔ تو اس میں یہ مضمون شامل تھا۔ جماعت اہلِ حدیث کے مایۂ ناز عالم شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری مرحوم و مغفور کی ژرف نگاہی قابلِ داد تھی کہ اسلام پر عموماً اور اہل حدیث کے مسلک پر خصوصاً اور جس انداز سے بھی حملہ ہوتا، اس کو فوراً تاڑ جاتے۔ اور اپنے مخصوص طریقے سے اس کا دفاع کرتے۔ مولانا مودودی کا جب مضمون چھپا تو آپ نے اخبار اہلحدیث امرتسر میں ۱۴ ستمبر ۱۹۴۵ء تا ۲۸ نومبر ۱۹۴۵ء اس کا جواب "خطاب بہ مودودی" کے عنوان سے دیا۔ بعد میں یہ مضمون اسی عنوان سے ۴۴ صفحات پر شائع ہوا۔

[۳۳] ۔ حدیث کی تشریعی اہمیت ص ۸۵۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل مرحوم میں یہ خصوصیت تھی کہ آپ بھی مولانا امرتسری مرحوم و مغفور کی طرح حدیث کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے۔ آپ نے ہمیشہ اہلِ حدیث اور مسلک اہلِ حدیث کا دفاع کیا ہے۔

تحریکِ ختمِ نبوت میں مولانا مودودی جیل گئے۔ رہائی کے بعد مولانا مرحوم نے برکت علی محمڈن ہال لاہور میں ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں مولانا مودودی مرحوم نے صاف طور پر بلا ضرورت حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے الجامع الصحیح کے متعلق ایسے الفاظ فرمائے جس سے اسلام کی اس بنیادی کتاب کے مندرجہ احادیث کی صحت مشکوک اور اس کی اہمیت بہت کم ہو کر رہ جاتی ہے جماعت اہلِ حدیث کے ترجمان ہفت روزہ الاعتصام لاہور نے اس کا نوٹس لیا تو اس نوٹس پر جماعت اسلامی کے اکابرین بوکھلا گئے۔ چنانچہ مولانا امین احسن اصلاحی جو اُس وقت نائب امیر جماعت اسلامی تھے، ایک طویل مضمون مولانا مودودی کی حمایت اور حدیث کے خلاف سپردِ قلم فرمایا۔ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم مولانا اصلاحی صاحب کے مضمون کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کا مضمون میں نہ صرف یہ کہ صحیح احادیث میں تشکیک پیدا کرنے پر خوب دادِ تحقیق دی گئی بلکہ اس کا لب و لہجہ بھی ان کی روایتی سنجیدگی سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔" [۳۴]

مولانا مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی کے ساتھ ساتھ مسٹر غلام احمد پرویز مدیر طلوعِ اسلام بھی میدان میں آ گئے۔ چنانچہ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے ان تینوں حضرات کے مضامین کا نوٹس لیا۔ اور آپ نے "الاعتصام" میں "جماعتِ اسلامی کا نظریۂ حدیث" کے عنوان سے اس کا مدلل جواب دیا۔ مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے ایک طرف تو مولانا مودودی کے مضمون "مسلکِ

۳۴: جماعتِ اسلامی کا نظریۂ حدیث ص ۵۔

اعتزال کا تحقیقی و علمی جواب دیا ہے۔ اور دوسری طرف مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کے مضمون کا بھی جواب دیا ہے۔ اور "طلوعِ اسلام" کا بھی نوٹس لیا ہے۔ مولانا مودودی مرحوم "خبر آحاد سے متعلق اپنے مضمون میں تنقید کی۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم لکھتے ہیں۔ یہ بات مولانا مودودی مرحوم نے کوئی نئی بات نہیں کی، ان سے پہلے بھی لوگوں نے خبر آحاد پر تنقید کی ہے۔ مولانا سلفی مرحوم لکھتے ہیں۔

"اخبارِ آحاد پر اعتراض عموماً ان لوگوں نے کیا جو انسانی نفسیات سے ناواقف اور ان کی صدور امکان سے ناآشنا تھے۔ آج بھی اس میں وہی نیچر پرست شبہات کی راہیں پیدا کر رہے ہیں۔ جو زمین پر بیٹھ کر آسمان کی باتیں کرنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ مختلف ادوار میں اخبارِ آحاد کے خلاف انہی حلقوں سے آواز اٹھی جو یا تو خود بدعت کے داعی تھے یا اہلِ بدعت سے ایک گونہ متاثر تھے۔" [۳۵]

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے منکرین حدیث کا ایک نقشہ ترتیب دیا ہے کہ کس کس دور میں مختلف گروہوں نے کون کون سی احادیث کا انکار کیا۔ مولانا سلفی مرحوم لکھتے ہیں کہ:۔

- "۲۰ھ میں خوارج نے اُن احادیث کا انکار کیا جو اہل بیت کے فضائل میں تھیں۔
- اور شیعہ نے اُن احادیث کا انکار کیا جو صحابہ کرام رض کے فضائل میں تھیں۔
- معتزلہ اور جہمیہ نے احادیث صفات کا انکار کیا۔
- سنہ ۲۲۱ء میں قاضی عیسیٰ بن ابان نے اُن احادیث سے انکار کیا جو غیر فقیہہ صحابہ کرام سے مروی ہیں۔ اس کے بعد
- متکلمین کا ایک گروہ آیا جنہوں نے خبر واحد سے انکار کیا۔

[۳۵]:۔ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث ص ۴۵۔

• ۱۳۰۰ھ میں سر سید احمد خاں اور مولوی چراغ علی جو یورپین تہذیب سے مرعوب اور نیچریت کے داعی تھے۔ انہوں نے اُن احادیث کو قبول کیا جو اُن کے نیچر کے موافق تھیں۔ باقی احادیث کا انکار کر دیا۔ اور اس کے ساتھ حدیث کو تاریخ کا ذخیرہ قرار دیا۔ [۳۵]

• اسی دور میں مولوی عبداللہ چکڑالوی، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، مولوی حشمت علی لاہوری، اور مولوی رفیع الدین ملتانی نے احادیث کا بالکلیہ انکار کر دیا۔

• ۱۴۰۰ھ میں مولوی احمد الدین امرتسری اور مسٹر غلام احمد پرویز نے ایک نئے طریقہ سے احادیث کا انکار کر دیا۔ ان حضرات کا کہنا یہ تھا کہ قرآن و حدیث اور پورا دین ایک کھیل ہے یا زیادہ سے زیادہ ایک "سیاسی نظریہ" ہے۔ ہر وقت ہمیں بدلنے کا حق ہے۔ [۳۶]

مولانا محمد اسماعیل مرحوم، مولانا شبلی نعمانی مرحوم، مولانا حمید الدین فراہی مرحوم، مولانا مودودی مرحوم، مولانا امین احسن اصلاحی صاحب اور عام فرزندان ندوہ باستثنائے علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

یہ حضرات حدیث کے منکر نہیں لیکن ان کے اندازِ فکر سے حدیث کا استخفاف اور استحقار معلوم ہوتا ہے۔ اور طریقہ گفتگو سے انکار کے لیے چور دروازے کھل سکتے ہیں۔ [۳۷]

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اس کی بھی وضاحت فرمائی کہ اگر قرآن کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو حدیث کا منکر بھی دائرۂ اسلام میں نہیں رہتا۔ مولانا مرحوم لکھتے ہیں:۔

۳۶۔ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث ص ۴۶۔

۳۷۔ ایضاً ص ۴۷۔

تحقیق وتثبت کے بعد حدیث کا ٹھیک وُہی مقام ہے۔ جو قرآن عزیز کا ہے اور فی الحقیقت اس کے انکار کا ایمان ودیانت پر بالکل وُہی اثر ہے جو قرآن عزیز کے انکار کا۔ قرآن عزیز کے الفاظ کی تاویل بھی جب اختلاف ہو تو اس کے الفاظ کی قطعیت میں شبہ نہیں ہوگا۔ لیکن مفہوم کی تاویل اور اس کے تعین میں بحث رہے گی۔ جو تاویل قواعدِ صحیحہ اور علومِ سُنّت کے خلاف ہوگی اس کے مُنکر کو قرآن کا مُنکر کہا جائے گا۔ یا اختلاف تاویل کسی کو اس فتوٰی سے بچا نہیں سکتا۔ ٹھیک اسی طرح جو احادیث قواعدِ صحیحہ اور ائمہ سُنّت کی تصریحات کے مطابق صحیح ثابت ہوں۔ ان کا انکار کفر ہوگا۔

اور ملت سے خرُوج کے مترادف: صرف اختلاف اور وُہ بھی ایسے حضرات کا جو حقیقت سے آگاہ نہیں، کسی حقیقت کو اپنے موقف اور مقام سے نہیں ہٹا سکتا۔ قرآن اختلافِ تاویل کے باوجود خدا کا کلام ہے۔ اور شرعاً حجّت۔ اسی طرح حدیث تحقیق و ثبت کے باوجود خدا کی طرف سے وحی ہے۔ اور دین میں قرآن کے بعد حجت، امام عثمان سعید دارمی (م ۲۸۲ھ) فرماتے ہیں:۔

لان ھذا الحدیث انما ھو دین بعد القرآن۔ [۳۸]

حجیّتِ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی میں

مولانا مرحوم کا یہ مقالہ الاعتصام ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں شائع ہوا تھا۔ اس مقالہ کا موضوع اس کا عنوان سے ظاہر ہے۔ تاہم مولانا مرحوم نے اجتہاد، انکارِ حدیث اور اصولِ حدیث پر علمی انداز میں بحث فرمائی ہے۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآن میں" اس کے تحت مولانا سلفی

[۳۸]:۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث ص ۴۸۔

مرحوم لکھتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ڈھکی چھپی چیز نہیں، لیکن اس کا ذخیرہ زیادہ تر احادیث میں ہے۔ منکرینِ حدیث ممکن ہے اس ذخیرہ پر اعتماد نہ کریں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآن عزیز سے تلاش کی جائے، تاکہ قرآن کا ایک طالب علم سمجھ سکے، کہ جس شخص کی سیرت اس طرح روشن ہے، آیا اس کا قول، فعل، اور تقریر اور اجتہاد قابلِ اعتماد ہے یا نہیں۔

قرآن مجید میں ہے :-

" رسولؐ اور تمام اہلِ ایمان نے پیغمبر کی وحی کی تصدیق کی۔ یہ سب لوگ اللہ، رسولؐ اور اس کی کتابوں اور فرشتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم اس کے رسولوں میں تفریق نہیں کرتے۔" (البقرہ ۲۸۵)

اس آیت میں پیغمبرؐ کو باقی تمام اہلِ ایمان کے ساتھ ایمان میں مساوی قرار دیا گیا ہے جس طرح عام لوگوں پر فرض ہے کہ پیغمبرؐ کی وحی پر ایمان لائیں پیغمبرؐ پر بھی فرض ہے کہ وہ اپنی وحی پر یقین کرے۔ اسی طرح خدا، رسولؐ، ملائکہ اور آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

یہ آیت اس امر پر شاہد ہے کہ پیغمبرؐ اس امتحان میں کامیاب ہے۔ اس لیے پیغمبرؐ کے ارشادات پر بھی اسی طرح اعتماد ہونا چاہیے۔ جس طرح عامۃ المسلمین کی باتوں پر، منکرینِ حدیث عام مسلمانوں پر تواتر کی روایات میں اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن پیغمبر کو یہ حق دینے میں انہیں اعتراض ہے۔ [۳۹]

۳۹ - حجیتِ حدیث طبع پاکستان ص ۱۹۰ ،

مسئلہ درایت وفقہ راوی کا تاریخی جائزہ

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے یہ مقالہ حسن البیان فی جواب سیرۃ النعمان" مؤلفہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دم ۱۳۲۸ھ) کی اشاعت سوم ۱۳۸۵ھ میں بطور مقدمہ لکھا تھا۔ مکتبہ سلفیہ بنارس نے جو مولانا مرحوم کی کتاب حجیتِ حدیث شائع کی ہے اس میں یہ مقالہ بڑھا دیا ہے۔ (از ۳۵۳ تا ۴۰۳ صفحہ)

علامہ شبلی نعمانی دم ۱۹۱۴ء) نے امام ابوحنیفہ ؒ (م ۱۵۰ھ) کے سوانح حیات پر سیرت النعمان تالیف فرمائی۔ جس میں مولانا شبلی مرحوم نے حدیث پر بے جا قسم کے اعتراض کیئے۔ جب "سیرۃ النعمان" شائع ہوئی، تو مشہور اہل حدیث عالم مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دم ۱۳۲۸ھ) نے اس کا جواب "حسن البیان" کے نام سے دیا۔ مولانا رحیم آبادی مرحوم و مغفور نے سیرۃ النعمان پر جو تعاقب کیا، مولانا شبلی مرحوم نے "سیرۃ النعمان" کی اشاعت میں اپنے خیالات سے رجوع فرما لیا۔

۱۳۸۵ھ میں اہلِ حدیث اکادمی لاہور نے "حسن البیان" شائع کی تو شیخ محمد اشرف مرحوم تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے مولانا محمد اسماعیل مرحوم سے اس کا مقدمہ لکھوایا، مولانا مرحوم نے "مسئلہ درایت وفقہ راوی کا تاریخی جائزہ" کے عنوان سے اس کا مقدمہ لکھا۔

مولانا محمد اسماعیل مرحوم نے اس مقالہ میں فقہ کی شرعی اصطلاح، فقہ الاجتہاد، فقہ التقلید روایت، اور درایت پر علمی و تحقیقی انداز سے بحث فرمائی ہے۔ اور اس کے ساتھ سر سید احمد خان کی نیچریت اور مولانا شبلی نعمانی کی درایت پر بھی بحث فرمائی ہے۔

فقہ سے متعلق مولانا محمد اسماعیل مرحوم لکھتے ہیں:۔

آیات اور احادیث میں جہاں فقہ کا لفظ آیا ہے اسے اس معنی پر معمول فرمائیں جس سے وہ قرونِ اولیٰ میں منطبق ہو سکے۔ جو فقہیں اس وقت موجود ہی نہ تھیں، انہیں مراد لینا دھوکہ ہوگا۔ فروع کے استنباط کا مشغلہ ہمیشہ رہا۔ لیکن قرونِ خیر

میں کوئی شخص کسی دوسرے فقہ کا پابند نہ تھا۔ واجب یا فرض کہنا تو بڑی بات ہے۔

امام ابن القیمؒ (م ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:۔

فانا نعلم بالضرورۃ انہ لم یکن فی عصر الصحابۃ رجل واحد اتخذ رجلا منھم یقلدہ فی جمیع اقوالہ فلم یسقط منھم شیئا واسقط اقوال غیرہ فلم یاخذ منھا شیئا ونعلم بالضرورۃ ان ھذا لم یکن فی التابعین ولا تابعی التابعین فکیذبنا المقلدون برجل واحد سلك سبیلھم الوخیمۃ فی القرون الفضیلۃ علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اعلام الموقعین ج ۱ ص ۲۲۲ طبع ہند)

ہم قطعاً جانتے ہیں کہ صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ میں ایک بھی ایسا آدمی نہیں جو ایک ہی آدمی کے فقہی اقوال کو کُلّی طور پر قبول کرے۔ اور دوسرے کے اقوال سے کوئی استفادہ نہ کرے۔ اربابِ تقلید ایک ہی آدمی بتا کر ہماری تکذیب فرمائیں۔[۴۰]

مولانا محمدؒ اسماعیل، علامہ شبلی نعمانی کی درایت سے متعلق لکھتے ہیں:۔

کہ مولانا شبلی مرحوم نے کی یہ تعریف کی کہ جب کوئی واقعہ بیان کیا جائے تو اس پر غور کیا جائے کہ وہ طبیعت کے اقتضاد، زمانہ کی خصوصیت، منسوب الیہ کے حالات اور دیگر قرائنِ عقلی کے ساتھ کیا نسبت رکھتا ہے۔[۴۱]

مولانا سلفی مرحوم لکھتے ہیں:۔

۴۰:۔ حجیتِ حدیث طبع بنارس (بھارت) ص ۳۶۱، ۴۱:۔ ایضاً ص ۳۹۴،

کہ مولانا شبلی مرحوم نے سیرۃ النعمان لکھی، اس کا جواب مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی نے حسن البیان کے نام سے دیا۔

شبلی نے ایک رسالہ فروعی اختلاف پر لکھا۔

اس کے بعد انہوں نے قلم کا رخ اس طرف سے بالکل پھیر دیا۔ باقی عمر علمی اور تعلیمی خدمات میں صرف فرمائی۔ ندوۃ العلماء کی تاسیس فرمائی جس میں فقہی تنگ نظری اور فروعی مسائل پر عصبیت نما مباحث بالکل نہیں تھے ادب اور تاریخ کی خدمت اس درسگاہ کا اہم کمرہ تھا۔ اور تصنیف و تالیف کے سلسلہ میں بھی بقیہ عمر میں ان کی توجہ علم کلام اور تاریخ کی طرف ہو گئی۔

خاص طور پر سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کا دل پسند موضوع تھا۔ جس کی تکمیل ان کے وفادار اور محقق تمیذ حضرت مولانا سید سلیمان ندوی نے فرمائی۔

رحمهما الله رحمة واسعة

وجعل الجنة مثواهم [۴۲]

مراجع و مصادر

۱۔ نزہۃ الخواطر جلد ہشتم، مولانا سید عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ)

۲۔ تراجم علمائے حدیث ہند جلد اول، مولوی ابو یحییٰ امام خان نوشہروی (م ۱۳۸۶ھ)

[۴۲]: جمعیت حدیث طبع بنارس (بھارت) ص ۴۰۳

۳۔ ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات ، " " " "

۴۔ اسلامی خطبات جلد اوّل ، مولانا عبدالسّلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ)

۵۔ شیخ عبداللہ الغزنوی ، مولانا بدرالزمان محمد شفیع نیپالی۔

۶۔ تذکرہ علماءِ اعظم گڑھ۔ مولانا حبیب الرّحمان قاسمی ،

۷۔ مشاہیر عُلماءِ دیوبند جلد اوّل۔ مولانا حافظ قاری فیوض الرّحمان

تصانیف شیخ الحدیث مولانا محمّد اسمٰعیل السلفی مرحوم

۱۔ حجیّت حدیث (طبع پاکستان)۔

۲۔ اسلامی حکومت کا مختصر خاکہ۔

۳۔ امام بخاری کا مسلک۔

۴۔ تحریک آزادیٔ فکر اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تجدیدی مساعی

۵۔ مسئلہ حیات النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

۶۔ حدیث کا مقام قرآن کی روشنی میں۔

۷۔ حدیث کی تشریعی اہمیّت۔

۸۔ جماعت اسلامی کا نظریۂ حدیث۔

۹۔ حجیّتِ حدیث (طبع بنارس (بھارت)

رسائل

۱۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور

۲۔ ماہنامہ محدّث بنارس